اشارات

اگست 1947ء میں برصغیر پاک و ہند کی تقسیم کے نتیجہ میں سرحد کے اِس پار جہاں مملکتِ خداداد پاکستان عالم وجود میں آیا۔ وہاں سرحد کے اُس پار ہندوستان نے جنم لیا۔ اس جغرافیائی تقسیم کی وجہ سے جہاں بہت سارے مسلمان پاکستان کے مختلف علاقوں میں ہندوستان سے ہجرت کر کے آئے اور آباد ہو گئے وہاں بہت سارے ہندو اور سکھ پاکستان سے ہجرت کر کے ہندوستان کے مختلف صوبوں میں جا بسے۔ یہ جغرافیائی تقسیم نظریاتی اعتبار سے ایک فطری تقسیم تھی جو وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ بالآخر پایہ تکمیل تک پہنچ گئی۔ اس تقسیم کے اسباب و عوامل ہمہ جہت نوعیت کے ہیں اور اب تک لاکھوں صفحات کا لٹریچر ان عوامل کے ضمن میں تخلیق ہو چکا ہے۔ یہ ایک بڑا دلچسپ موضوع ہے اور اس ضمن میں بہت سارے حقائق جو پہلے غیر مرئی تھے اب سطح آب پر آ کر دکھائی دیتے ہیں۔

ہمارے ہاں کے کئی سیاست دان اور اہل دانش و بینش اب اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ تقسیم کو تقسیم کی حد تک رکھنا 1947ء میں بھی درست تھا اور آج بھی درست ہے۔ لیکن تقسیم کو تفریق کی شکل دینا اُس وقت بھی صحیح نہیں تھا اور آج بھی صحیح نہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ تفریق سے نفرت پیدا ہوتی ہے اور نفرت سے گوناگوں مسائل جنم لیتے ہیں۔

حال ہی میں سیاچن کے گیاری سیکٹر میں جو حادثہ فاجعہ رونما ہوا اور جس کے نتیجہ میں دفاعِ پاکستان سے تعلق رکھنے والے ہمارے سینکڑوں بھائی برف کے دیوہیکل تودوں کے نیچے ہمیشہ ہمیش کے لیے دب گئے اور جام شہادت نوش فرما گئے۔ اس واقعہ نے سینکڑوں نہیں ہزاروں افراد کو رُلایا۔ اس حادثہ نے جہاں اہل فکر و دانش کو اپنی طرف متوجہ کیا وہاں اہل اقتدار اور اہل سیاست کو بھی جھنجھوڑا۔ اس نوعیت کے واقعات بلاوجہ رُونما نہیں ہوتے ان کے وقوع میں عبرت کے بیش بہا سامان ہوتے ہیں۔ اچھا ہوا کہ گیاری سیکٹر کے واقعہ نے ایک حد تک ہلچل پیدا کر دی۔ حزبِ اقتدار اور حزبِ اختلاف سے تعلق رکھنے والے زعماء نے اس موضوع پر بولنا شروع کیا اور لگتا ہے کہ سوچنا بھی شروع کیا ہے۔

پاک آرمی کے اعلیٰ عہدہ دار اور اہم مناصب پر فائز ذمہ دار سیاچن میں بیٹھ گئے ہیں اور حالات کا جائزہ لے رہے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ان لاشوں کی تلاش جاری ہے جو برفانی تودوں کے نیچے دبی ہوئی ہیں۔ یہ ایک بہت کٹھن اور صبر آزما قسم کی مہم ہے۔ جسے پاک آرمی کے جوان انجام دیئے جا رہے ہیں۔ اللہ کرے کہ ان جوانوں کو ان کی مہم جوئی میں سرخ روئی نصیب ہو۔ گلیشیرز کے علاقہ میں رہنا اور بودوباش رکھنا جہاں مشکل کام ہے وہاں بہت مہنگا بھی ہے۔ ایک ایک سپاہی پر لاکھوں روپیہ کا یومیہ خرچ اُٹھتا ہے اور اگر کسی سپاہی سے معمولی عدمِ احتیاط کا ارتکاب ہو جائے تو اس کا جسم بری طرح ٹوٹ پھوٹ جاتا ہے۔ آئے دن گلیشیرز سے معقول تعداد میں ایسے سپاہی ملٹری ہسپتالوں میں علاج معالجہ کی غرض سے منتقل کیے جاتے ہیں جو وہاں کی برفانی ہواؤں سے مفلوج ہو جاتے ہیں۔ جن میں سے بعض کی ٹانگیں کٹی ہوتی ہیں اور بعض کے بازو کٹ چکے ہوتے ہیں۔ اس وقت اس محاذ نے ایک ایسی صورت اختیار کر لی ہے جو دونوں جانب کے اربابِ بست وکشاد کے لیے لمحہ فکریہ ہے۔ گیاری سیکٹر کا واقعہ کوئی پہلا حادثہ نہیں۔ اس سے پہلے بے شمار چھوٹے بڑے حادثات رُونما ہو چکے ہیں۔ انڈین آرمی کے کئی جوان ایک بار نہیں کئی بار برفانی تودوں کے تلے دب چکے ہیں اور ابدی نیند سو چکے ہیں۔ حالیہ واقعہ کی حساسیت ایک تو اس لحاظ سے زیادہ نمایاں ہوئی ہے کہ یہ گزشتہ رُونما ہونے والے واقعات کی بہ نسبت زیادہ المناک ہے اور دوسرا پہلو یہ ہے کہ میڈیا نے اس کی تشہیر میں کوئی کسر نہیں چھوڑی خاص کر ٹی وی چینلز نے ایک ایک جزئیہ کو صبح وشام عوام کے سامنے طشت از بام کر دیا۔ جس کی وجہ سے یہ قضیہ موضوعِ بحث بن گیا۔ عوام وخواص کی نشستوں میں پھیلا اور خوب پھیلا۔ فی الحال تو عوام وخواص کے وجود میں اس حادثہ کی وجہ سے لگے زخم تروتازہ ہیں اس لیے دَرد وکرب محسوس کیا جا رہا ہے لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ جب یہ زخم مندمل ہو جائیں گے تو ہماری قوم اس حادثہ کو بھی قصہٗ پارینہ سمجھ کر بھول جائے گی۔ جس طرح ہم گزشتہ چونسٹھ سالوں میں رونما ہونے والے کئی دَردناک واقعات وحادثات کو بھول چکے ہیں اسی طرح گیاری سیکٹر کا حادثہ بھی بھول جائیں گے۔

اس صورتِ حال میں ''معارفِ اسلامی'' یہ پیغام دیتا ہے کہ:

(i) سیاچن گلیشیرز کا وجود مملکتِ خداداد پاکستان کے لیے اللہ جل شانہ کی جانب سے ایک انمول ہدیہ ہے۔ اس انتہائی قیمتی سرمایہ کی حفاظت ریاست کی بنیادی ذمہ داری ہے اس ذمہ داری میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں کرنی چاہیے۔

(ii) گلیشیرز کی بقا کے لیے قدرت نے جو ماحول فراہم کیا ہے۔اس ماحول کو بعینہ برقرار رکھنے کی کوشش کرنی چاہیے۔اس وقت گلیشیرز کے علاقہ میں جو حادثات رُونما ہو رہے ہیں وہ وہاں کے ماحول میں انسانی مداخلت کی وجہ سے ہو رہے ہیں۔انسانی مداخلت سے جہاں تک ہو سکے اجتناب اور احتراز کرنا چاہیے۔

(iii) گلیشیرز کا وجود جہاں پاکستان کے لیے مفید ہے وہاں ھندوستان کے لیے بھی اتنا ہی مفید ہے اس لیے دونوں جانب کے زعماء کو اس قیمتی سرمایہ کے وجود اور بقا کی خاطر باہمی مذاکرات کرنے چاہییں اور ایسا لائحہ عمل اختیار کرنا چاہیے جس سے گلیشیرز کی سلامتی اور حفاظت یقینی اور حتمی شکل میں آ سکے۔قدرت نے ہمیں اتنی عظیم نعمت سے نوازا ہے۔لیکن ہم ہیں کہ اس کی قدر نہیں کرتے۔

ہماری دُعا ہے کہ اللہ جل شانہ گیاری سیکٹر کے شہداء کی شہادت کو شرفِ قبولیت سے نوازے اور ہمارے اس ملک کو ہر نوع کی آفات و بلیات سے محفوظ فرمائے۔

''معارفِ اسلامی'' کا موجودہ شمارہ حسب سابق شیخ الجامعہ پروفیسر ڈاکٹر نذیر احمد سانگی صاحب کی رہنمائی اور ہدایات کے مطابق ترتیب دیا گیا ہے۔ہائیر ایجوکیشن کمیشن نے تحقیقی مقالات کے لئے جو پالیسی وضع کی ہے اس پالیسی کو مدنظر رکھ کر مقالات کا انتخاب اور **Evaluation** کرائی گئی ہے۔اس شمارہ کی ترتیب و تدوین کے سلسلے میں مجلس ادارت کے ارکان نے جو تعاون کیا ہے میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔جن اساتذہ اور محققین نے مقالات مرتب کیے ہیں ان کا ممنون ہوں۔اس شمارہ میں جو بھی خوبی ہے وہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور توفیق و تائید کا نتیجہ ہے اور جو کمی اور خامی ہے وہ میری کم علمی اور بے بضاعتی کی وجہ سے ہے۔

پروفیسر ڈاکٹر علی اصغر چشتی
مدیر مسؤل ''معارفِ اسلامی''
21/مئی 2012ء